انسان کا گناہ

پیدائش کی کتاب اس کے ۲ باب کی ۱۵ اور ۳ باب کی ۷ آیت میں یہ بیان موجود ہے۔ یہ کہانی جو انسان کی آزمائش اور اس کے گناہ کے متعلق بتاتی ہے، یہ نہ صرف انسانی گناہ کی تاریخی معزولی سے متعلقہ ہے بلکہ خدا کی فطرت کا مکاشفہ ہے، اس سے مراد خدا کا انسان سے تعلق ہے۔ یہ ہمیں مسلسل اس کے نتائج کی یاد دلاتا ہے جسے ہم نے زندگی گزارنے کے لیے منتخب کیا۔ اس مضمون کی تفصیل تخلیق ہے۔ خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا۔ روشنی اور فضا کو بنایا۔ اس نے پانی کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ خشکی نظر آئے۔ خدا نے آسمان پر نیر بنائے، آبی جانور اور پرندے، تب زمینی جاندار اور آخر میں آدم بنایا (جسے خدا نے اپنی شبیہ پر بنایا) خدا نے ایک باغ بھی لگایا اور باغ کے درمیان میں حیات اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا۔ باغ وہ جگہ ہے جہاں خدا موجود ہے۔، خدا نے آدم کو باغ میں رکھا اور اس پر ظاہر کیا کہ اس کی حضوری میں رہے۔

تلاوت کلام پاک۔

پیدائش۔ ۲:۱۵۔۔۔۳:۷

۱۵۔ تب خداوند خدا نے آدم کو لیکر باغ عدن میں رکھا کہ اس کی باغبانی اور نگہبانی کرے۔

۱۶۔ اور خدا نے آدم کو حکمرانی دی اور کہا، تم ہر درخت کا پھل آزادی سے کھا سکتے ہو۔

۱۷۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل نہ کھانا جس دن تم نے اسے کھایا تم مر جاؤ گے۔

۱۸۔ تب خداوند خدا نے کہا آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں۔ میں اس کے لئے ایک مددگار اس کی مانند بناؤں گا۔

۱۹۔ خداوند خدا نے کل دشتی جانور اور کُل ہوا کے پرندے مٹی سے بنائے اور اُن کو آدم کے پاس لایا کہ دیکھے کے اُن کے کیا نام رکھتا ہے اور آدم نے جس جانور کو جو کہا وہی اُس کا نام ٹھہرا۔

۲۰۔ آدم نے تمام چوپایوں اور ہوا کے پرندوں اور کُل دشتی جانوروں کے نام رکھے۔ پر آدم کے لئے اُس کی مانند کوئی مددگار نہ ملا۔

۲۱۔ تب خداوند خدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا۔ اور اس نے اُس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اُس کی جگہ گوشت بھر دیا۔

۲۲۔ اور خداوند خدا نے اُس پسلی سے جو اس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر آدم کے پاس لایا۔

۲۳۔ اور آدم نے کہا یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اس لئے وہ ناری کہلائے گی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی ہے۔

۲۴۔اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا۔اور وہ ایک تن ہونگے۔
۲۵۔اور آدم اور اُس کی بیوی ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے۔
۳:۱۔اور سانپ کُل دشتی جانوروں سے جن کو خدا نے بنایا تھا چالاک تھا۔اور اُس نے عورت سے کہا کہ باغ کے کس درخت پھل تم نہ کھانا۔
۲۔عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں
۳۔پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اُس کے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کے تم نہ اُسے کھانا نہ چھونا۔ورنہ مر جاؤ گے۔
۴۔تب سانپ نے عورت سے کہا تم ہر گز نہ مرو گے۔
۵۔بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔
۶۔عورت نے دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کے لئے خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خُوب ہے۔تو اُس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اُس نے کھایا۔
۷۔تب اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور اُن کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر لنگیاں بنائیں۔

ان آیات کے روشنی میں میرے خیالات کی تشکیل میں عبرانی اصطلاحات کے ترجمے نے نیا اہم حصہ ادا کیا۔عبرانی الفاظ یاد، ٹوب اور را (جس کا ترجمہ علم، نیک اور بد ہے) آج تعبیر کے معنوں میں اس طرح کے کثیر معنی الفاظ عام استعمال ہوتے ہیں۔میں اس بات پر متفق ہوں کہ ادیب بڑی احتیاط سے اس طرح کے مطلبی الفاظ مضمون میں استعمال کرتے ہیں۔لفظ (ٹوب) اچھے کو لے لیجیے اس پوری کہانی میں لفظ اچھا خدا کی تخلیق بیان کرنے میں استعمال ہوا۔اس مضمون مین نہ صرف اخلاقی سمجھ کے مطابق تجاویز کی تکمیل بلکہ خوبصورتی، ہم آہنگی، تسلی بخش یا خوشگوار ہے۔خدا نے روشنی پیدا کی اور دیکھا کہ اچھی ہے؛ اس نے سمندروں کو اکٹھا کیا اور دیکھا اچھا ہے؛ اس نے جاندار مخلوق کو پیدا کیا اور دیکھا اچھا ہے؛ اور ہر چیز جس کو اس نے بنایا تھا۔اس نے دیکھا اچھا ہے۔نیک خدا نے ہم آہنگی اور خوبصورتی وغیرہ اپنی سمجھ کے مطابق مکمل کیا۔خدا نے دیکھا آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں۔یہ خدا کی طرف سے اخلاقی یا اصولی طور پر ایک اچھی تشخیص نہیں یا آدم کا اکیلا رہنا بُرا بلکہ خوشی اور تسلی بخش تکمیل کے مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اچھا نہیں۔
عبرانی لفظ ''را'' کی طرح خاص طور پر مترجم جیسے 'برائی' بلکہ بُرا بطور ناخوشگوار، نامکمل، ناقابل خواہش، بدصورت یا قابل اعتراض ہے۔اس مضمون کا دیا گیا موضوع خاص طور پر اس کے استعمال کے لحاظ سے ملتا جلتا یا مخالف 'اچھا' کہ ہیں۔میری رائے کے مطابق اس کا صحیح ترجمہ بُرا ہے۔اور اس ترجمے کی اصولی یا اخلاقی کوئی تعبیر نہیں۔یہ صرف اس

کی غیر ہم آہنگی اور نامکمل تکمیل کو بتاتا ہے۔
اس لیے نیک و بد کی پہچان کا درخت مناسب ہے۔ شعوری اصطلاح میں پہچان سے مُراد جاننا نہیں ہے بلکہ تجرباتی طور جاننا ہے۔ پیدائش کی کتاب ۲:۱۷ آیت میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ خدا آدم کو حکم دیتا ہے نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا۔ خدا کی نظر میں آدم کو بُرائی کا تجربہ نہیں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ خدا کو پسند نہیں تھا کہ آدم کو ناخوشگواری، غیر ہم آہنگی، تباہی، بدصورتی، دُکھ یا تکلیف وغیرہ کا سامنا ہو۔
اور مکاشفہ کی کتاب ہم پختگی کے لحاظ سے ہم پڑھتے ہیں۔ یہاں خدا مکمل طور پر محسوس کرتا ہے۔ مکاشفہ ۲۱ باب ۴ آیت خدا اُن کی آنکھوں سے آنسو پونچھ دے گا۔ وہاں رونا، دُکھ اور موت نہ ہو گی۔ کیونکہ پرانی چیزیں جاتی رہیں ۔

ہمیں علیحدگی کا تجربہ گناہ سے ہوا۔ ہم جانتے ہیں کے عدالت کے دن ہم کیا محسوس کریں گے۔ خدا کا آدم کو بنانے کا کیا مقصد ہے۔ ہم گواہ ہیں کہ آدم کو ابتدا میں گناہ کا تجربہ نہیں تھا۔ حقیقت میں آدم کا جنت میں رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس کی حضوری میں رہے۔ وہاں کسے مندر یا عبادت کی ضرورت نہیں تھی۔ خدا باغ میں پھرتا تھا۔ اور آدم کے ساتھ وہ رابطے میں خوش ہوتا تھا خدا چاہتا تھا کہ آدم آرام اور سکون میں زندگی گزارے۔ ہم دوبارہ مکاشفہ ۲۱ باب ۳ آیت میں اس کے مضبوط ارادے کو دیکھتے ہیں۔۔
پھر اس نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے اور وہ اُن کے ساتھ سکونت کرے گا اور وہ اس کے لوگ ہونگے اور خدا ان کے ساتھ ہو گا۔ علاوہ ازیں حیات کے درخت سے وہاں کھانے پر کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ خدا کے ساتھ ابدی زندگی میں شامل ہونگے (یا آخر کار ابدی زندگی کے مالک) موت گناہ کا تجربہ ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم اس سے گریز کریں۔
خدا کا جو آدم کو خاص حکم تھا کہ تو نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا اور گناہ کا تجربہ آخر کار موت ہے۔ ہم نے اس کہانی میں یہ بھی ایک چیز دیکھتے ہیں کہ خدا اپنی تخلیق سے مطمین نہیں تھا
آدم کی نامکمل تخلیق۔" تنہا" آدم کا مرتبہ کہ وہ تقسیم ہوا ہے یا علیحدہ ہوا ہے۔ اس لئے یہ تخلیق نامکمل دکھائی دیتی ہے۔ خدا فیصلہ کرتا ہے کہ آدم کیلئے مددگار بنائے۔ جو اُس کی مانند ہو۔ امتحانی اصطلاح میں" مددگار" ہم دیکھتے ہیں کہ اسے ماتحت یا کم تر نہ سمجھا جائے۔ ہم کیسے یہ اصطلاح استعمال کریں۔ ہم روح اور خدا کی نظر میں دیکھتے ہیں۔ (زبور ۳۰:۱۰، ۵۴:۴ اور اخروج ۱۸:۴) کسی طرح بھی نہ خدا اور نہ روح ماتحت یا کم تر ہیں۔ لحاظہ ہمیں کسی طور بھی عورت ماتحت یا کم تر نہیں سمجھنا چاہیے۔ عبرانی لفظ نیگد جس کا ترجمہ ہے مانند جیسے مددگار (جس کا موازنہ آدم کو فائدہ دیتا ہے مطلب اس کی تکمیل ہے) یعنی اس سے کم تر ماتحت نہیں بلکہ اس کی مانند۔

مرد اور عورت کے درمیان یہ رشتہ قائم کرنا خدا کی تخلیق کی خوبی ہے۔ حقیقت میں عورت مرد سے اس لیئے بنائی گئی کہ وہ اکٹھے رہیں۔ایک بندھن میں بندھنا شادی ہے یہ مقدس بندھن خدا کا انسان کے ساتھ اتحاد کا نمونہ ہے۔اسی لیے آدم کے لیے اس بندھن کو توڑنا ممنوع قرار دیا گیا۔اور ایک دوسرے کی خدمت کرنے سے خدا میں متحد رہنا ہے (پرجوش محبت کا روحانی ملاپ)۔خدا نے آدم کو اس مقدس بندھن کو توڑنے سے منع قرار دیا کے وہ عورت کے ساتھ متحد رہے۔یسوع نے موسےٰ کی شریعت کو درست قرار دیا جب اس نے عورت کو زناکاری کی بدولت طلاق دینے کی وضاحت کی (سوائے بدکرداری کی بنا پر) اور چھوڑنے سے منع کیا۔(متی ۵ باب ۳۱ تا ۳۲ اور ۱۹ باب ۴ تا ۹ آیت) شادی کے بندھن پر غور کرنا ہمارے خدا کے مقدس بندھن پر غور کرنا ہے۔خدا کے ساتھ انسان کے تعلق کی خوبی ہے۔اور عورت حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ننگے تھے مگر شرماتے نہیں تھے۔اس لیے ہم آہنگی اور اتحاد کی خوبی ہے ۔کوئی اختلاف،امتیاز یا علیحدگی کا تصور نہیں تھا۔

ہم خدا کا انسان کے ساتھ مکمل اتحاد خدا کے فضل کی بدولت دیکھتے ہیں۔انسان کا مقصد خدا کی خدمت کرنا اس کی مرضی پوری کرنا خدا کے لیے نہ کہ انسان کے لیے۔خدا کی خدمت کرنا انسان کا اسلوب بیان ہے اور خدا کا انسان کیلئے اسلوب بیان ہے۔

خدمت خدا میں انسان کو اس کی مرضی کو جاننا اور اس کی مرضی کو بیان کرنا اور خدا کے ساتھ ایک ہونا ہے۔خدا جو زندہ اور ابدی خدا ہے۔وہ شروع سے ہے اور اس کو کچھ مطلوب نہیں اس لئے وہ ہمیشہ رہے گا۔یہ صرف خدا کے ساتھ متحد رہنے سے اس کا ابدی وجود ممکن ہو سکتا ہے۔کیونکہ خدا ہمیشہ رہے گا۔صرف خدا میں متحد رہ کر ہی ابدی زندگی پا سکتے ہیں کیونکہ خدا در حقیقت سچا ہے۔سب کچھ خدا نہیں نہ ہی حقیقی ہیں بلکہ عارضی اور فانی ہیں۔عورت اور مرد کا ملاپ دنیاوی طور پر خدا کے ساتھ اتحاد ہے۔ اور یہ اتحاد زندگی ہے۔باغ میں آدم نے خدا سے ہدایت پائی بلکہ آزاد مرضی پر قائم رہا۔آدم کی مرضی تھی کے وہ زندگی اور موت کا انتخاب کرے۔زندگی کا درخت یا موت کا درخت۔ (نیک بد کی پہچان کے درخت کا پھل یقیناً موت کی جانب جاتا تھا۔جب ہم اس کا درست نظارہ دیکھتے ہیں کوئی بھی قابل ادراک شخص ابدی زندگی اور نیکی کی بجائے موت اور گناہ کا تجربہ نہیں کرے گا۔مگر شیطان مکار،دھوکے باز اور جھوٹا تھا۔ شیطان ممنوع شجر کی کی تباہ کن صورت پر پہلے کی بجائے زور دیتا ہے اور نیکی اور ہر درخت جو کھانے میں اچھا ہے اس سچائی کو چھپاتا ہے۔(حیات کے درخت سمیت) جو دستیاب تھا

صرف اس درخت کے جو منع کیا گیا تھا اور وہ موت کی طرف لے جاتی تھی۔خدا فرماتا ہے "تم ہر درخت کا پھل آزادانہ کھا سکتے ہو سوائے اس درخت کے جو تمہیں موت اور جدائی کی طرف لے جاتا ہے۔مگر شیطان نے پوچھا آیا خدا نے یہ

کہاہے ؟ کہ باغ میں سے ہر درخت کا پھل نہ کھانا اس نے زور دیتے ہوئے کہا جو کچھ ان کے پاس ہے۔ عورت اس کے دھوکے میں آکر مان جاتی ہے کہ اس نے کہا تھا کہ اس کو نہ کھانا اور نہ چھونا ورنہ مر جاوگے۔ حقیقت میں درخت کو یا پھل کو چھونے سے منع نہیں کیا گیا تھا۔

شیطان کا دھوکا آدم کے لئے خدا کی کارسازی میں شک کا باعث بنا اور نیک و بد کی پہچان کے درخت سے پھل کھانے پر علم اور عقل دونوں دھوکے کا باعث ہوا۔ یہ حقیقت ہے کے خدا اچھے اور برے کو جان سکے یا تجربہ کر سکے۔ خدا کے نزدیک آدم اور فرشتوں کو آزادی دی گئی۔ اس لئے اسے اپنے آزادانہ انتخاب پر مایوسی ممکن تھی۔ اور اس کا جذباتی تجربہ برائی کی صورت میں ملا۔ تاہم خدا ان کی برائی کرنے کے باوجود ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے۔ اس کی کارسازی کی عظمت اور محبت ہے کہ اس نے اسے حل کرنے کی کوشش کی۔ مکار شیطان نے انسان کو اس کی انا اور خودی کو اجاگر کیا۔ اس تناظر میں کہ تم "خدا کی مانند" ہونگے۔ اور یہ کسی کو خدا کی یکسانیت سے دور لیجانے کی کوشش تھی۔ یہ درخواست تھی کہ خدا کی بجائے خودی کو اپنائے۔ اس لئے اس نے محبوب کی پوجا اور روحانی بدکرداری کی طرف راغب کیا۔

کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھانے سے ان کی آنکھیں کُھل سکتی ہیں۔ تاہم یہ بیداری عقل کو پانے کے لئے نہیں تھی بلکہ برائی کا تجربہ تھی۔ حقیقی عقل و عزت ہمارے خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کھانا خدا کی مرضی کے خلاف تھا۔

اس نافرمانی اور غیر واحدانیت کی وجہ سے موت کا تجربہ ہوا۔ روحانی موت دراصل خدا سے جدائی ہے۔ اس تجربے کا برا نتیجہ موت اور غیر ہم آہنگی اور غیر واحدانیت کی طرف شعوری اختلاف اور امتیاز ہے۔ جہاں زندگی، ہم آہنگی اور واحدانیت ہے۔ بنی آدم ننگے اور شرماتے تھے اور چھپتے تھے کیونکہ ان میں روحانی واحدانیت اور اتحاد مرچکا تھا۔ وہ ایک کی بجائے دو ہوگئے۔

خدا اگناہ کی حالت میں ہے اور خدا سے جدا ہے۔ انسان روحانی طور پر مرچکا تھا۔ اگر انسان موت اور گناہ کی گرفت سے بچنا چاہتا ہے تو صرف روح ہے جو بحال کرے گی۔ اگر انسان خدا سے دور ہو چکا ہے تو صرف روح اسے زندہ کر سکتا ہے

۔

ہم واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ آدم اور حوا نے نیک و بد کی پہچان کے درخت سے پھل کھانے پر دھوکا کھایا جو حقیقتاً موت کا درخت تھا۔ جب موت کا یہ درخت باغ کے درمیان میں تھا یہ وہاں زندگی کا بھی تھا۔ ہم واضح طور پر موت کا بیہودہ انتخاب اور ہمیشہ زندگی تک جاری رہنے والے گناہ کے تجربے اور بلاشرکت غیرے نیکی کے تجربے کو دیکھتے ہیں۔ شیطان نے انسے جھوٹ اور دھوکے سے کہا کہ ان کے خیال میں وہ انکی خواہش کے مطابق فائدے کیلئے ہے۔ جبکہ حقیقت میں انہیں ہم آہنگی، اتحاد، خوشحالی، خوبصورتی، خوشی، خوشگوار اور ابدی زندگی کا نقصان ہوا۔ کیونکہ

انسان نے خدا کی کامل کارسازی اور محبت پر شک کیا۔ وہ شیطان کے جھوٹ اور دھوکے کو نہ پہچان سکے۔

ہمیں آج بھی اپنے سامنے کی جانے والی آدم اور حوا کی پیشکش کے انتخاب میں ہوشیار رہنا چاہیے۔ ہمارا حقیقی مقصد خدا کی مرضی کو پورا کرنا اور وفادار رہنا ہے۔ ہمیں اس کے ساتھ رابطے میں ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے۔ ہم جانتے ہیں ہم اپنی زندگی میں اولیت دیتے ہوئے کس کی خدمت کرتے ہیں۔ اس لئے آپکی اولیت کیا ہے۔ آپ کی زندگی میں کون اہم ہے۔ یہ سچا خدا ہے۔ ہم پہلے سچے خدا کی خدمت کو منتخب کرسکتے ہیں۔ یا ہم اپنی تخلیق کی ہوئی اشیاء کی خدمت کو چن سکتے ہیں۔ ہماری اپنے طور پر خوشیوں کی تلاش بیکار ہے۔ (جیسے آدم اور حوا کا خدا کی حکمت کو اپنے طور پر تلاش کرنا)۔ بیکار دنیاوی خواہشات یا ہمارے ذہن، ہاتھ یا دل کی تخلیق کی ہوئی اشیا۔ مسیح جو صلیب پر مرا زندگی کے درخت کا پھل بن گیا۔ ہم اس پھل کے کھانے سے اس کے عہد میں شامل اور قائم رہ سکتے ہیں اور ایسا کرنے سے ہم ابدی زندگی حاصل کرسکتے۔ یا موت کے درخت سے کھانے کو انتخاب کرنے سے دنیاوی عرصہ حیات، اور جھوٹ کو منتخب کرنے سے خدا کی مرضی کے خلاف زندگی گزارتے ہیں۔ خدا کے عہد پر قائم رہتے ہوئے خدا کی محبت کے زریعے اس میں متحد اور ہم آہنگی اور بلا شبہ ابدی زندگی کے وارث بنتے ہیں۔ دنیا کی آزمائش میں ابدی موت کے تجربے کا انتخاب کرتے ہیں۔ خدا نے آدم اور حوا کی طرح ہمیں آزادی دی ہے کہ ہم زندگی کے درخت کا انتخاب کریں یا موت کے درخت کا۔ ہماری زندگی کا ہر دن ہمارے انتخاب کا مظہر ہے۔